كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (الحديث)

ہر بدعت گمراہی ہے

رسولُ اللہ ﷺ کا یومِ پیدائش

اور

مُروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ

تحقیق و ترتیب

مولانا غلام مُصطفیٰ ظہیر امن پُوری

ناشر

النور اکیڈمی / مکتبہ ثنائیہ

بلاک نمبر ۱۹ ○ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❶ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً"۔

یعنی: "ہر بدعت گمراہی ہے، خواہ لوگ اس کو حسنہ ہی کہتے پھریں"۔ (السنۃ لمحمد بن نصر المروزی صفحہ ۲۹، السنۃ للالکائی: ۱/۲۱/۱، الابانۃ عن اصول الدیانۃ لابن بطۃ ۲/۱۱۲/۲، اسنادہ صحیح)

❷ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَالرَّادُّ عَلَى أَهْلِ الْبِدَعِ مُجَاهِدٌ، حَتَّى كَانَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى يَقُولُ: اَلذَّبُّ عَنِ السُّنَّةِ أَفْضَلُ مِنَ الْجِهَادِ"۔

یعنی: "بدعتیوں کا رد کرنے والا مجاہد ہے، امام یحییٰ بن یحییٰ تو یہاں تک کہتے تھے کہ سنت کا دفاع کرنا جہاد سے افضل ہے"۔ (مجموع الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۱۳، نقض المنطق از ابن تیمیہ صفحہ ۱۲)

❸ امام الائمہ حجۃ الاسلام امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"عَلَى اللّٰهِ الْبَيَانُ وَعَلَى الرَّسُوْلِ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ"۔

یعنی: "بیان کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ پہنچانا ہے۔ ہمارا کام تسلیم کرنا ہے"۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ: يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ ------، تغلیق التعلیق لابن حجر جلد ۵ صفحہ ۳۶۵، عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث از امام ابو اسماعیل عبد الرحمن بن اسماعیل الصابونی المتوفی ۳۷۲-۴۴۹ھ واللفظ لہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

محدث العصر حافظ زبیر علیزئی حضرو (اٹک)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ، اَمَّا بَعْدُ:

بدعت "نئی بات اور نئی رسم دین میں نکالنی جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں نہ تھی"۔ کو کہتے ہیں۔ (لغات کشوری صفحہ ۶۲)

اہلِ بدعت کے امام احمد یار خان نعیمی بدایونی ساری دنیا کے سامنے اعلان کرتے ہیں کہ: "شریعت و طریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں، ان میں سے بعض کے تو نام تک بھی عربی نہیں، جیسے چشتی یا نقشبندی، کوئی صحابی، تابعی، حنفی، قادری نہ ہوئے، اب دیوبندی بتائیں کہ بدعت سے بچ کر وہ اپنی حیثیت سے زندہ بھی رہ سکتے ہیں؟ جب ایمان اور کلمہ میں بدعات داخل ہیں تو بدعت سے چھٹکارا کیسا؟۔"

(جاء الحق جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ طبع قدیم، بدعت کی قسموں کی پہچان، پہلا باب)

غور کیجیے! کس طرح یہ بریلوی بدعتی صاحب اپنے بریلوی، دیوبندی اور حنفی مذہب کے بدعت ہونے کا صاف صاف اعتراف کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرما رہے ہیں کہ بریلویوں اور دیوبندیوں کے ایمان اور کلمہ میں بدعات داخل ہیں۔ حالانکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ "ہر بدعت گمراہی ہے"۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ حدیث نمبر ۸۶۷)

ان بہ اعترافِ خود بدعتی حضرات نے عوام الناس کو طرح طرح کی بدعات میں پھنسا رکھا ہے، جن میں سے ایک جشنِ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے، جسے پرلے درجے کے گمراہ باطنی رافضی فاطمی حکمرانوں نے گھڑا تھا۔ (دیکھیے الخطط للمقریزی جلد ۱ صفحہ ۴۹۰ وغیرہ)

بعد میں ایک ظالم اربلی حکمران نے ابنِ دحیہ کے ساتھ سازباز کر کے اسے لوگوں

میں پھیلایا، متعدد علماء نے اس جشن کو بدعتِ سیئہ قرار دیا ہے۔

(دیکھیے : المدخل جلد ۲ صفحہ ۲۲۹و ۲۳۴، الحاوی للفتاوی جلد ۱ صفحہ ۱۹۰و۱۹۱ وغیرھا)

فاضلِ نوجوان محقق اور سرمایۂ جماعت اہلِ حدیث مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر نے انتہائی محققانہ طور پر اس بدعت کا رد لکھا ہے۔ جزاہ اللہ خیرا

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں : "فكل من لم يناظر اهل الالحاد و البدع مناظرة تقطع دابرهم، لم يكن اعطى الاسلام حقه ولا وفى بموجب العلم و الايمان ولا حصل بكلامه شفاء الصدور و طمأنينة النفوس و لا أفاد كلامه العلم و اليقين"۔ پس ہر شخص جو ملحدوں اور بدعتیوں سے مناظرہ (تحریری یا زبانی) نہ کرے تاکہ ان کی بنیاد اکھڑ جائے، اس نے نہ تو اسلام کا حق ادا کیا ہے اور نہ علم و ایمان کی واجبات کو پورا کیا ہے، اس کی باتوں سے نہ تو دلوں کو شفاء نصیب ہوتی ہے اور نہ اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے، اس (بےچارے) کے کلام کو نہ علمی حیثیت حاصل ہے اور نہ یقینی"۔ (درء تعارض العقل والنقل جلد ۱ صفحہ ۳۵۷)

اس سنہری کلام کی تائید نصوصِ کتاب و سنت سے بھی ہوتی ہے کہ :

﴿ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴾ (الفرقان : ۵۲)

ترجمہ : "اور ان (مشرکین) سے اس (قرآن) کے ساتھ بڑا جہاد کرو"۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ یہ رسالہ ان لوگوں کی راہنمائی کا سبب بنے جو گوناگوں بدعات میں پھنسے ہوئے ہیں، بلکہ دھنسے ہوئے ہیں، اور فاضل نوجوان مولانا ظہیر کو کتاب و سنت کی دعوت پھیلانے کی مزید قوت و استطاعت عطا فرمائے۔ وھو الموفق

حافظ زبیر علیزئی

۳۰ر مئی ۲۰۰۰ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور مکمل دین ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدۃ: ۳) ترجمہ: "آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ہے"۔

یہ عظیم المرتبت آیتِ کریمہ دین کی تکمیل کی بشارت دیتی ہے، حافظ ابنِ کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "اس امت پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کو کامل و اکمل دین عطا کیا ہے، اب ان کو دینِ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین اور نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی حاجت نہیں ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خاتم الانبیاء بنا کر جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا ہے، اب حلال وہی ہے، جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) حلال کہا ہے، حرام وہی ہے، جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (اللہ کے حکم سے) حرام قرار دیا ہے۔ دین صرف آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہی شریعت کا نام ہے"۔ (ابنِ کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹)

جب دین صرف آپ ﷺ کی شریعت کا نام ہے، تو اب کوئی بھی طریقۂ عبادت جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے خلاف ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے، جیسا کہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (آلِ عمران: ۸۵) ترجمہ: "اور

جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوا، وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا"۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے : ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴾ (البقرہ : ۲۰۸)

ترجمہ : اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کو چھوڑ کر رسموں پر عمل کرنے والا انسان اسلام میں پورا پورا داخل نہیں ہو سکتا، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہمارے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے : ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الاحزاب : ۲۱) ترجمہ : "تمھارے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی بہترین نمونہ ہے"۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی ہی واجب الاتباع ہے، فرمایا : ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (آلِ عمران : ۳۱) ترجمہ : اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

علامہ شوکانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ : "اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دار و مدار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتباع پر ہے، کیونکہ یہی وہ معیار ہے جو بندے کی اپنے رب سے محبت باعتبار طریقے سے پہچانی جاتی ہے اور یہ اس بات کا بھی سبب ہے کہ بندہ اللہ کی محبت کا مستحق

ٹھہرے"۔ (شرح الصدور بتحریم رفع القبور)

اب ہم نے قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھنا ہے کہ مروجہ عید میلادالنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور یہ بات مُسَلّم ہے کہ متنازعہ فیہ مسائل کا حل، فرقہ بندی کا خاتمہ قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے سے ہی ممکن ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ (النساء: ۵۹) ترجمہ: "اگر کسی بھی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف لوٹاؤ، اگر تمہارا اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔

عید میلاد کی شرعی حیثیت

واضح رہے کہ مروجہ جشنِ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرآن و حدیث میں کوئی اصل نہیں ہے، نبی کے یومِ ولادت کو یومِ عید قرار دینا عیسائیوں کا وطیرہ ہے، اور مروجہ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عید میلادِ عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے اور بدعت سیئہ ہے، جب کہ کفار کی مشابہت اور ان کی رسومات پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عید میلاد کی تاریخی حیثیت

عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ دینؒ، اور

سلف صالحینؒ کے زمانہ میں وجود نہیں ملتا ہے، بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہے۔

مروجہ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ابتداء چوتھی صدی ہجری کے آخر میں ہوئی، سب سے پہلے مصر میں نام نہاد فاطمی شیعوں نے یہ جشن منایا، یہ سال میں کل ۲۸ عیدیں مناتے تھے اور جن میں سے چھ عیدوں کا تعلق شخصیات کے یومِ ولادت سے تھا، ان میں سے ایک عید ہمارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حصہ میں آئی جو کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یومِ ولادت کو مناتے تھے"۔ (الخطط للمقریزی المتوفی ۸۴۵ھ جلد ۱ صفحہ ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۹۰)

فاطمی شیعہ دراصل یہودی تھے، انھوں نے رافضیّت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا، قاضی باقلانیؒ اور شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"هُمْ قَوْمٌ يُظْهِرُوْنَ الرَّفْضَ وَيُبْطِنُوْنَ الْكُفْرَ الْمَحْضَ"۔

یعنی: یہ لوگ رافضیّت کا اظہار کرتے لیکن باطن میں کفر محض رکھتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۲، ۲۸۴، کتاب الرد علی المنطقیین صفحہ ۱۴۲)

حافظ ابنِ کثیرؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: "یہ کافر، فاسق، فاجر ملحد، زندیق مُعطّل اور مُنکرِ اسلام تھے، مجوسی اور ثنوی مذہب کے مُعتقد تھے، انھوں نے حدود کو پامال کیا، زنا کو جائز، شراب اور خون ریزی کو حلال قرار دیا تھا، یہ انبیاءِ کرام علیہم السّلام کو گالیاں دیتے، اور سلف صالحین پر لعن طعن کرتے تھے، اور انھوں نے ربوبیت کا بھی دعویٰ کیا تھا، قاضی باقلانیؒ نے ان کے رد میں "كشف الاسرار وهتك الاستار" نامی کتاب لکھی، جس میں ان کے فضائح وقبائح کا ذکر کیا ہے"۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶)

آگے چل کر حافظ ابنِ کثیرؒ لکھتے ہیں: "فاطمی غنی خلفاء تھے، ان کے ہاں مال کی کثرت تھی، یہ بڑے جابر اور ظالم تھے، ان کے ظاہر و باطن میں

نجاست و خباثت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، ان کے دَورِ حکومت میں بدعات و مُنکرات ظہور پذیر ہوئیں، اہلِ فساد بڑھ گئے، صالحینؒ میں سے علماء اور عبادت گزاروں میں کمی واقع ہوگئی"۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۷)

بالآخر ۵۶۴ھ میں صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شادی نے مصر پر چڑھائی کی اور ۵۶۸ھ تک ان کے وجود کا قلع قمع کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۵ و ۲۷۱)

امامِ بریلویت احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب نقل کرتے ہیں: "لم یفعله أحد من القرون الثلثة انما حدث بعد"۔ "میلاد شریف تینوں زمانوں میں کسی نے نہ کیا، بعد میں ایجاد ہوا"۔ (جاء الحق جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

اربل میں عید میلاد کا موجد

اربل میں عیدِ میلاد کی ابتداء ساتویں صدی کے آغاز ۶۰۴ھ میں ابوسعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن بکتکین بن محمد المُلقّب الملک المُعظّم مُظفّرالدین اربل نے کی تھی۔

امامِ بریلویت احمد یار خان نعیمی تفسیر روح البیان میں سورۃ فتح کی آیت کے تحت ابنِ حجر ہیتمی مُبتدع کا قول بلا تردید نقل کرتے ہیں: "واول من احدثه من الملوك صاحب اربل و صنف له ابن دحية كتابا فی المولد فاجازه بالف دينار"۔ یعنی: "جس بادشاہ نے پہلے اس کو ایجاد کیا وہ شاہِ اربل ہے، اور ابنِ دحیہ نے اس کے لیے میلاد شریف کی ایک کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ایک ہزار اشرفیاں نذر کیں"۔ (جاء الحق جلد ۱ صفحہ ۲۳۶۔۲۳۷)

اب آپ خود فیصلہ کریں جو کام چھٹی صدی میں ایک بے دین

بادشاہ نے جاری کیا ہو، اس کی شرعی پوزیشن کیا باقی رہ جاتی ہے؟۔

اس بادشاہ کے متعلق احمد بن محمد مصریؒ لکھتے ہیں:

"وہ ایک فضول خرچ بادشاہ تھا، میلاد منایا کرتا تھا، وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے یہ کام شروع کیا تھا"۔ (القول المعتمد فی عمل المولد)

اس کی خرافات اور اسراف و تبذیر کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے "تاریخ ابن خلکان" "تاریخ اربل لابن المستوفی المتوفی ۶۳۸ھ" اور "البدایہ والنہایہ لابن کثیر" کی طرف رجوع کریں۔

اس وقت اس بادشاہ کی تائید ایک بدعتی عالم عمر بن دحیۃ (۵۴۶۔۔۶۳۳ھ) نے کی۔

❶ حافظ ابن کثیرؒ اس کے متعلق لکھتے ہیں: "یہ جھوٹا شخص تھا، لوگوں نے اس کی روایت پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا تھا، اور اس کی بہت زیادہ تذلیل کی تھی"۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۴)

❷ حافظ ابنِ حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: "یہ بہت جھوٹا شخص تھا، احادیث خود گھڑ کر انھیں نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیتا تھا، سلف صالحین کے خلاف بدزبانی کیا کرتا تھا"۔ (لسان المیزان جلد ۴ صفحہ ۲۹۶) حافظؒ نے اس کا ایک جھوٹا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔

❸ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں: "یلجأون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بأرائھم فیضعون وقیل ان الحافظ ابا الخطاب بن دحیۃ کان یفعل ذٰلک وکانہ الذی وضع الحدیث فی قصر المغرب"۔ یعنی جو لوگ اپنی آراء کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، جب ان کو دلیل پیش کرنے پر مجبور کیا جاتا تو وہ جھوٹی احادیث گھڑ لیتے، کہا گیا ہے کہ حافظ ابوالخطاب بن دحیہ بھی ایسا ہی کرتا تھا، نمازِ مغرب کی قصر

کے بارے میں اسی نے حدیث گھڑی ہے۔ (تدریب الراوی جلد ا ص ۲۸۶)
اس نے بدعت کے ثبوت پر "التنویر فی مولد السراج المنیر" کتاب لکھ کر ایک ہزار دینار انعام پایا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷، ۱۴۵، تاریخِ اربل، تاریخ ابنِ خلکان)

برصغیر میں جشنِ عید میلاد کی ابتداء

محدث العصر محمد اسماعیل سلفیؒ فرماتے ہیں کہ: "ہندوستان میں جہاں اور بہت سی بدعتیں فتوحاتِ اسلامیہ کے بعد آئیں، محفلِ میلاد بھی اپنے تمام لوازم کے ساتھ سارے ملک میں چھا گئی، جاہل ملاؤں اور خود غرض سیدوں نے اس کی نزاکتِ شان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بدعت کو خوب ہوا دی، قرآنی آیات کی تحریف اور ترمیم کر کے احادیث کے عمومات کو غلط موقعہ پر محمول کرتے ہوئے، اس کے جواز کی کوشش کی گئی، محبتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر جذبات کو اس قدر اچھالا گیا کہ یہ رسم ایک میلہ اور ہنگامہ و تماشہ بن کر رہ گئی"۔ (الاعتصام ۶ر جنوری ۱۹۵۰ء)

اور بی بی سی نے اپنی ریڈیو نشریات میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: "برصغیر میں محافلِ میلاد کا آغاز اکبرِ اعظم کے زمانے میں ہوا، اور کراچی میں جلوس نکالنے کی روایت سو سال پرانی ہے"۔
(روزنامہ جنگ لاہور ۹ر جولائی ۱۹۹۸ء)

واضح رہے کہ مروجہ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دینِ اسلام میں اضافہ کیا گیا ہے، اسی لیے تو ہم نے اس کو بدعتِ سیئہ قرار دیا ہے۔

یعنی : بدعت دین میں ایسے ایجاد شدہ کام کو کہتے ہیں، جس کا اصل رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں نہ ہو"۔ (البنایہ فی شرح الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

مذکور بالا تعریفات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مروجہ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بدعت ٹھہرتی ہے۔

بدعت کی تقسیم

پھر بدعت کی تقسیم کا سہارا لے کر عید میلاد کو بدعتِ حسنہ قرار دیتے ہیں (بریلویوں کے اس اعتراف سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مروجہ بدعت کا وجود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ میں نہ تھا) جب کہ ہر بدعت سیئہ اور مذمومہ ہے، جن علماء نے بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا ہے، انھوں نے بدعت سے مُراد اس کا لغوی معنی لیا ہے۔ اور جنھوں نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے انھوں نے شرعی معنی مراد لیا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد محدّث گوندلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ :

"ہر بدعت مذمومہ ہے، کیونکہ جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے، وہ عام ہیں، ان میں کوئی تخصیص نہیں، سلف صالحینؒ، صحابہؓ، تابعینؒ اور اس کے بعد ائمہؒ کا اس بات پر تقریباً اجماع ہے، ان سے تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں، بعض علماء سے جو تخصیص کا لفظ آیا ہے ان کے نزدیک بھی حقیقت میں اس مفہوم کی تقسیم نہیں، جس کو سلف صالحین بدعت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں اور جس امر کو ان علماء نے بدعتِ حسنہ کہا ہے، وہ امر دراصل محقق مذہب میں بدعت نہیں اور جس امر کو بدعتِ سیئہ یا بدعتِ ضلالت کہا ہے، وہی حقیقت میں بدعت کا شرعی مصداق ہے۔

فتح الباری میں ہے: "البدعة فی الشرع مذمومة بخلاف اللغة"۔ یعنی:
"شریعت میں جسے بدعت کہا جاتا ہے وہ مذموم ہے، اور لغوی معنی کے اعتبار سے ہر بدعت مذموم نہیں"۔ (الاصلاح، صفحہ ۶۰ حصہ دوم)

❶ ہر بدعت مذمومہ ہے، جیسا کہ رسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:
"کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"۔ یعنی: "ہر بدعت گمراہی ہے"۔
(صحیح مسلم کتاب الجمعة تخفیف الصلاة والخطبة حدیث نمبر ۸۶۷)

❷ ایک دوسری حدیث میں فرمایا: "مَنْ صَنَعَ اَمْرًا عَلٰی غَیْرِ اَمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔
یعنی: "جو شخص کوئی کام ہمارے حکم کے مطابق نہ کرے وہ مردود ہے"۔
(ابوداؤد، کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث: ۴۶۰۶)

❸ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"۔
یعنی: "جو شخص ہمارے اس دین میں ایسی چیز نکالے جس کا وجود اس میں نہ ہو وہ مردود ہے"۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۶۹۷، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۱۸)

❹ سیدنا ابن عمرؓ فرماتے ہیں: "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَاِنْ رَاٰهَا النَّاسُ حَسَنَةً"۔ یعنی: "ہر بدعت گمراہی ہے، خواہ لوگ اس کو حسنہ ہی قرار کیوں نہ دیں"۔ (الابانة عن اصول الدیانة لابن بطة جلد ۲ صفحہ ۱۱۲، السنة للالکائی جلد ۱ صفحہ ۲۱، السنة لمحمد بن نصر المروزی صفحہ ۲۹)

محدث العصر ناصر الدین البانی رَحْمَہُ اللّٰہُ تعالٰی نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔ (احکام الجنائز صفحہ ۲۵۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذمومہ اور ضلالت ہے۔

❶ امیر صنعانی رَحْمَہُ اللّٰہُ تعالٰی فرماتے ہیں: "لیس فی البدعة ما یمدح بل کل بدعة ضلالة"۔ "کوئی بھی بدعت قابلِ مدح نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی و

بدعت کی تعریف

❶ محقق شاطبیؒ بدعت کی تعریف یوں کرتے ہیں : "طریقة فی الدین مخترعة تضاهی الشرعية يقصد بالسلوك عليها المبالغة فی التعبدلله سبحانه"۔
ترجمہ : "بدعت دین میں ایجاد شدہ طریقہ کو کہتے ہیں جو شریعت کے مشابہ ہو اس پر عمل کرنے کی غرض عبادتِ الٰہی میں مبالغہ ہو"۔ (الاعتصام از شاطبی جلد ۱ صفحہ ۳۷)

❷ حنفی فقہاء بدعت کی یہ تعریف کرتے ہیں : "ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول الله ﷺ من علم او عمل او حال بنوع شبهة او استحسان و جعل دينا قويما و صراطا مستقيما"۔ یعنی : نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حاصل شدہ کسی علم یا عمل یا حالت کے خلاف کسی چیز کو پیدا کر لینے کو بدعت کہتے ہیں، جسے دین کا قوی حصہ اور صراطِ مُستقیم سمجھ لیا جاوے جس کے احداث کی وجہ دلائل میں کوئی شبہ ہو یا استحسان ہو۔ (البحر الرائق از ابن نجیم حنفی جلد ۱ صفحہ ۳۴۹، ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۵۲۴ مراقی الفلاح از شرنبلالی حنفی صفحہ ۱۸۱، شرح النقایہ از ملا علی قاری حنفی جلد ۱ صفحہ ۱۹۴)

❸ امام عینی حنفی بدعت کی تعریف یوں کرتے ہیں : "بدعة وهی ما لم يكن له اصل فی الكتاب و السنة و قيل اظهار شئ لم يكن فی عهد رسول الله ﷺ ولا فی زمن الصحابة رضی الله عنهم"۔ "بدعت دین میں ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں، جس کا اصل کتاب و سنت میں نہ ہو اور ایک قول یہ بھی ہے کہ "جس چیز کا اظہار نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں نہ ہوا ہو"۔
(عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری جلد ۲۵ صفحہ ۳۷)

اور یہی امام عینی حنفی ہدایہ کی شرح میں یہ تعریف کرتے ہیں : "والبدعة اسم لاحداث امر لم يكن فی زمان رسول الله ﷺ"

ضلالت ہے"۔ (سبل السلام جلد ۲ صفحہ ۱۱ و ۱۲)

۲ محقق شاطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: "قال ابن الماجشون: سمعت مالکًا یقول: من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة، فقد زعم ان محمداً خان الرسالة، لان الله یقول: ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ.... ﴾ فمالم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دینا"۔ یعنی: "امام مالکؒ کے شاگرد ابن ماجشونؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دینِ اسلام میں بدعت ایجاد کرکے اس کو بدعتِ حسنہ قرار دیا گویا کہ اس نے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تبلیغِ رسالت میں خائن سمجھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، لہٰذا جو کام اس وقت دین میں نہ تھا، وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا"۔ (الاعتصام جلد ۱ صفحہ ۷۹)

۳ شیخ علی محفوظ اپنی کتاب میں ملا احمد رومی حنفی کا قول ان کی کتاب "مجالس الابرار" کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: "فمن احدث شیأ یتقرب به الی الله تعالیٰ من قول أو فعل، فقد شرع من الدین مالم یأذن به الله، فعلم ان کل بدعة من العبادات الدینیة لا تکون الا سیئة"۔ یعنی: "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے حصول کے لیے دین میں کوئی نئی بات یا کام جاری کر دیا گویا کہ اس نے دین میں وہ چیز داخل کر دی، جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے، یہ بات معلوم شدہ ہے کہ ہر بدعت جس کا تعلق دینی عبادات سے ہو وہ بدعت سیئہ ہے"۔ (الابداع فی مضار الابتداع صفحہ ۳۰)

احمد سرہندی حنفی (متوفی ۱۰۳۴ھ) جن کا آج کل اہل بدعت بڑے روز و شور سے "یوم مجدد الف ثانی" بھی مناتے ہیں، کا فتویٰ بھی سنیے۔ وہ بھی بدعت کی تقسیم کے قائل نہیں ہیں اور ہر بدعت کو سیئہ اور گمراہی قرار

دیتے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کابل کو سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرنے اور ہر بدعت کے سیئہ ہونے میں لکھا ہے۔ آپ کا مکتوب فارسی میں ہے، اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے، فرماتے ہیں: "بندہ حق سبحانہ تعالیٰ سے عاجزی، انکساری، زاری اور محتاجی سے پوشیدہ اور ظاہر سوال کرتا ہے کہ جو چیز دین میں نئی اور بدعت نکال لی گئی، جو خیر البشر اور خلفاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے زمانہ میں نہ تھی، اگرچہ اس کی روشنی صبح صادق کی طرح ہو، اس ضعیف اور اس کے ساتھ علاقہ رکھنے والوں کو اس نئی بات میں گرفتار نہ کرے اور اس بدعت کے فتنہ میں نہ ڈالے۔

لوگ کہتے ہیں کہ بدعت دو قسم پر ہے حسنہ اور سیئہ، حسنہ اس نیک کام کو کہتے ہیں، جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین علیہ وعلیہم الصلوات اتمہا والتحیات اکملہا کے زمانہ کے بعد ہوئی، یہ سنت کی رافع نہیں، اور سیئہ وہ ہے جو سنت کو اٹھائے۔

یہ فقیر احمد سرہندی کسی بدعت میں خوبی اور روشنی مشاہدہ نہیں کرتا، صرف تاریکی اور گندگی محسوس کرتا ہے، اگر بالفرض بدعت کا کام آج کے دن بینائی کی کمزوری سے تر و تازہ نظر آئے، قیامت کے دن جب لوگ تیز نظر ہو جائیں گے، اس وقت معلوم کریں گے، کہ سوائے پشیمانی اور نقصان کے کچھ نتیجہ نہ تھا۔

وقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

سید البشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"۔ یعنی: "جو شخص اس دین میں نئی بات نکالے وہ مردود ہے"۔

جو چیز مردود ہو اس میں خوبی کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ (اس کے بعد دو حدیثیں جو بدعت کے رد میں وارد ہوئی ہیں) لکھ کر فرماتے ہیں، جس وقت ہر نئی بات بدعت ہوئی اور ہر بدعت گمراہی پس بدعت میں خوبی کہاں سے آئی؟ حدیث سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت سنت کو مٹانے والی ہے، کسی خاص بدعت کی خصوصیت نہیں، پس ہر بدعت سیئہ ہوئی، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، کوئی قوم بدعت نہیں نکالتی، مگر اس سے اتنی ہی سنت اٹھائی جاتی ہے، بعض بدعات کو جو بعض علماء اور مشائخ "حسنہ" جانتے ہیں، جب اچھی طرح غور کیا جائے تو وہ بھی سنت کو اٹھانے والی ہیں، مثلاً میت کو عمامہ باندھنا "بدعت حسنہ" کہتے ہیں اور یہ بھی بدعت سنت کو مٹانے والی ہے، کیونکہ تین کپڑے مسنون ہیں، ان پر زیادتی تین کا نسخ ہے اور نسخ رفع ہے (یعنی اس کا اٹھانا ہے) اسی طرح مشائخ نے پگڑی کا شملہ داہنی طرف لٹکانا مستحسن جانا ہے اور سنت یہ ہے کہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا جائے، ظاہر ہے کہ یہ بدعت سنت کو اٹھانے والی ہے۔

اسی طرح علماء نے زبان سے نیت کرنی مستحسن سمجھی ہے، حالانکہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں، نہ صحیح روایت سے نہ ضعیف سے، نہ صحابہ کرامؓ سے، نہ تابعین عظامؒ سے بلکہ اقامت کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، پس زبانی نیت بدعت ہے اور اس کو "بدعتِ حسنہ" کہتے ہیں۔

اور یہ فقیر احمد سرہندی جانتا ہے کہ یہ بدعت سنت کو اٹھانا تو ایک طرف فرض کو بھی اٹھا دیتی ہے، اسی طرح تمام محدثات اور بدعات کا حال ہے: "فانها زيادة على السنة ولو بوجه من الوجوه والزيادة نسخ والنسخ رفع"۔ یعنی: "بدعت سنت پر کسی نہ کسی وجہ سے زائد ہوتی ہے اور سنت پر کسی چیز

کو زائد کرنا سنت کو منسوخ کرنا ہے اور منسوخ کرنا اس کا اٹھا دینا ہے"۔
(مکتوب ۱۸٦)

رومی حنفی اور احمد سرہندی حنفی کی فیصلہ کن بات کے بعد ثابت ہو گیا کہ مروجہ عید میلاد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بدعتِ سیئہ ہے، اسی لیے تو امام مالک، امام بیہقی محقق شاطبی، امام طرطوشی، امام احمد بن محمد شمنی حنفی، امام عینی حنفی، امام ابن حجر، ابن حجر ہیتمی، امام ابن تیمیہ، حافظ ابن رجب اور علامہ شوکانی عبادات وعادات میں ہر بدعت کو ضلالت اور مذمومہ قرار دیتے ہیں، واضح رہے کہ عقائد میں بدعت کا جاری کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

عید میلاد سنت ترکیہ کے خلاف ہے

شیخ الاسلام حافظ محمد محدث گوندلوی فرماتے ہیں کہ:

"ہر بدعت سُنّتِ ترکیہ کے خلاف ہوتی ہے، سُنّتِ ترکیہ کا مطلب یہ ہے کہ قرونِ اول میں جب کسی کام کے کرنے کا سبب موجود ہو اور اس کے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور بعد میں کوئی نیا سبب پیدا نہ ہو، جو اس کام کے کرنے کا مُقتضی ہو، باوجود اس کے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں وہ فعل ثابت نہ ہو، یعنی شریعت نے اس کے جواز پر قول، فعل یا تقریر سے کوئی دلیل قائم نہ کی ہو، تو ایسے فعل کو ترک کرنا سنت ترکیہ کہلاتا ہے، جیسے عید میں اذان نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عہد میں اس کا ثبوت نہیں ملتا، حالانکہ اذان کہنے کا سبب (لوگوں کو آگاہ کرنا) اس وقت موجود تھا اور اذان کہنے سے کوئی امر مانع بھی نہیں تھا اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کوئی نیا سبب اذان کہنے کا پیدا بھی نہیں ہوا، اب اس صورت میں عید میں اذان کہنا

سنت ترکیہ کے خلاف ہوگا' یہی حال ہر بدعت کا ہے"۔
(الاصلاح صفحہ ۹ حصہ دوم)

جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں : "اس سلسلہ میں یہ صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس خاص عبادت کے کرنے کا محرک ہو اور اس کے کرنے سے کوئی مانع نہ ہو' اس کے باوجود رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ کام قصداً ترک کیا ہو تو وہ کام کرنا یقیناً ناجائز امر بدعت ہے"۔ (شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۵۴۵)

بدعت عیدِ میلاد کا سبب (مجلسِ میلاد میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں موجود تھا' اس کے کرنے میں کوئی بندش بھی نہیں تھی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا سبب اس کے کرنے کا پیدا بھی نہیں ہوا' اس لیے یہ بدعت عیدِ میلاد سنت ترکیہ کے خلاف ہوگی' اگر کوئی نیا سبب ہماری غلطی سے پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں بھی ہم کوئی نیا کام نہیں کر سکتے' بلکہ ہمیں چاہیے کہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں نہ کہ بدعت ایجاد کرلیں۔

عیدِ میلاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سچے فدا کار اور جانثار تھے' آپ ﷺ پر اپنی عزت' جان اور مال قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے' جنھیں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی' اور براہِ راست آپ ﷺ سے دین سیکھا' جو خود شریعت کے نزول کے گواہ ہیں' ساری کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کرنے والے تھے' ہر بھلائی کو پانے میں سبقت کرتے اگر شریعت میں اس جشنِ عید میلاد کا کوئی اصل

ہوتا تو وہ اس میں پہل کرتے کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن و حدیث کے معانی، مفاہیم و مطالب اور تقاضوں کو سمجھنے والے اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے تھے انھوں نے اس دن کو نہیں منایا۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں : واما أهل السنة والجماعة، فيقولون : فى كل فعل و قول لم يثبت عن الصحابة هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا اليه لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير الا وقد بادروا اليها"۔

یعنی : "اہلِ سُنّت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ فعل اور قول جو صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو، اس کا کرنا بدعت ہے اگر وہ نیکی کا کام ہوتا تو وہ ہم سے سبقت کرتے، کیونکہ وہ کوئی نیک کام نہیں چھوڑتے تھے، بلکہ کرنے میں جلدی کرتے تھے"۔ (تفسیر ابنِ کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۹۹)

مُروّجہ عیدِ میلاد کا ثبوت صحابۂ کرامؓ سے نہیں ملتا، لہذا یہ بدعت ہے۔

دیدار علی بریلوی کا اعترافِ حقیقت

بریلوی مذہب کے چوٹی کے امام دیدار علی جن کے مُتعلق کہا جاتا ہے کہ "مولانا دیدار علی نے لاہور شہر کو وہابیوں اور دیوبندیوں کے زہریلے عقائد سے محفوظ رکھا"۔ وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ میلاد شریف کا سلف صالحین سے قرونِ اُولیٰ میں کوئی ثبوت نہیں یہ بعد میں ایجاد ہوئی ہے۔

(رسُولُ الکلام فی بیان المولد والقیام صفحہ ۱۵ بحوالہ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر)

ہوا ہے اچھا فیصلہ مدعی کا میرے حق میں

عبدالسمیع رام پوری بریلوی کا اظہارِ حقیقت

مولوی عبدالسمیع رام پوری بریلوی لکھتے ہیں : "یہ سامانِ فرحت و سرور اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں خاص وہی بارھواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں"۔ (انوارِ ساطعہ صفحہ ۱۵۹)

جناب غلام رسول سعیدی بریلوی کا اعترافِ حقیقت

"سلف صالحین یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ نے محافلِ میلاد نہیں منعقد کیں بجا ہے"۔ (شرح صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۷۹)

کیا اب بھی بریلویوں کو اس عید کے بدعتِ سیئہ ہونے میں کوئی شبہ ہے؟

مروّجہ بدعت عید میلاد کی صدرِ اول میں نہ ہونے کی وجہ

ملا احمد رومی حنفی اپنی کتاب "مجالس الابرار" میں فرماتے ہیں کہ :
"کسی فعل (دینی امر) کا صدرِ اول میں نہ ہونا یا تو اس لیے ہو گا کہ ❶ اس کی حاجت نہیں ❷ یا کوئی مانع تھا ❸ یا ان کو علم نہ تھا ❹ یا سستی اور تکاسل تھا ❺ یا کراہت تھی ❻ یا عدمِ مشروعیت"۔

اب مروجہ بدعت عید میلاد کو ہم ان چھ وجوہات کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ صدرِ اول میں اس کے نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔

اول : یعنی عدم حاجت تو یہ بے معنی سی بات ہے کیونکہ تقرب الی اللہ کی

ہر وقت ضرورت ہے۔

دوم: مانع تو ظہورِ اسلام کے بعد مانع کا تصور بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

سوم: عدمِ علم

چہارم: تکاسل (سستی) ان دونوں کا وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے اب ترک کی وجہ صرف اس کا سیئہ ہونا ہی ہوگا۔

ائمہ اربعہؒ اور مروجہ عید میلاد

ائمہ اربعہؒ کے مذاہب میں بھی اس کا نام و نشان تک نہیں ملتا، اب بریلویوں کو چاہیے کہ وہ اس بدعتِ قبیحہ کا ثبوت باسندِ صحیح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پیش کریں، تاکہ ان کی حنفیت کا پتہ چل سکے کہ واقعی یہ سچے مقلد ہیں، اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اس کا ثبوت فراہم کریں جن کے نام پر اپنی دکانداری چمکاتے ہیں، اور ہر مہینے گیارہویں کے نام پر اہلِ محلہ کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ چوتھی صدی سے پہلے یہ اس کا وجود ثابت نہیں کر سکتے، جیسا کہ ان کے اکابرین نے اعتراف کیا ہے۔

مُروّجہ عید میلادُ النبی اجماعِ امت کے خلاف ہے

شیخ الاسلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

”جو چیز شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، وہ قطعاً قرآن و سنت و اجماع و آثار کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ شریعت نے بدعت سے منع کیا ہے اور اس پر سخت وعید فرمائی ہے، باوجود ممانعت اور وعید کے بدعتی اس کو ایجاد کرتا ہے، اس لیے وہ کتاب و سنت اور اجماع اور اثر کی مخالفت کرتا ہے اس بنا پر

بدعت کا کتاب و سنت واجماع اور اثر کے مخالف ہونا ضروری ہے"۔

(الاصلاح صفحہ ۹ حصہ دوم)

مروجہ عید میلاد اور علمائے محققین

چاروں مذاہب کے ائمہ اس بدعت کی مذمت کرتے ہیں، جیسا کہ:

❶ امام تاج الدین فاکہانی فرماتے ہیں کہ: "بہت سارے لوگوں نے بار بار مجھ سے عید میلاد النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بارے میں پوچھا کہ آیا شریعت میں اس کا کوئی اصل ہے یا یہ دین میں جاری کردہ کوئی بدعت ہے؟ تو میں نے کہا کہ اس عید میلاد کا کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کرنا علمائے امت سے منقول ہے، بلکہ یہ بدعت ہے، جسے جھوٹوں نے ایجاد کیا ہے"۔ (المورد فی عمل المولد از فاکہانی)

❷ امام ابو عبداللہ محمد بن محمد العبدری المتوفی ۷۳۷ھ المعروف بابن الحاج لکھتے ہیں کہ: "لوگوں کی دین میں پیدا کردہ بدعات میں سے ایک بدعت محفلِ میلاد ہے، یہ لوگ اس اعتقاد سے مناتے ہیں کہ یہ عبادات میں سے سب سے بڑی عبادت ہے، جب کہ یہ بدعت محفلِ میلاد دوسری بہت ساری بدعات اور محرمات کو گھیرے ہوئے ہے، جیسا کہ گانے اور گانوں کے آلات کا استعمال مردوں اور نوجوانوں کا اس محفل میں شرکت کرنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا مفاسد سے خالی نہیں ہے"۔ (المدخل لابن الحاج)

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: "محفل میلاد کی نیت سے کھانا تقسیم کرنا بھی بدعت ہے"۔

معلوم ہوا کہ ساتویں صدی کے آخر تک اس بدعت کے ضمن میں

بہت ساری بدعات نے جنم لے لیے تھا۔

۲ امام ابن الخاس المتوفی ۸۱۴ھ نے اس بدعت کے متعلق تفصیلاً لکھا ہے کہ بدعتی اس بدعت کی آڑ میں کون کون سے مفاد حاصل کرتے ہیں، کہتے ہیں: "ربیع الاول میں محفلِ میلاد لوگوں کی جاری کردہ بدعت ہے"۔

(تنبیہ الغافلین عن اعمال الجاہلین وتحذیر السالکین من افعال الھالکین صفحہ ۴۹۹)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تاریخِ ولادت

آپ ﷺ کی تاریخِ ولادت میں اختلاف کی وجہ سے اربل میں اس بدعتِ میلاد کا موجد بادشاہ ایک سال آٹھ ربیع الاول اور ایک سال بارہ ربیع الاول کو جشن مناتا تھا۔

تاریخِ ولادت کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں، صحیح ترین قول ۹ ربیع الاول ہے، جیسا کہ مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصورپوریؒ لکھتے ہیں: "ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ موسم بہار دو شنبہ کے دن ۹ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق و قبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے"۔ (رحمۃ للعالمین صفحہ ۳۵)

مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمد محمود پاشا فلکی نے بھی یہی تحقیق پیش کی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت ۱۰ محرم کو ہوئی ہے"۔ (غُنیۃ الطالبین جلد ۲ صفحہ ۳۹۲ طبع بیروت)

جب تاریخِ میلاد میں اختلاف ہے، اور صحیح قول ۹ ربیع الاول کے بارے میں ہے، تو بارہ ربیع الاول کو جشن کے لیے متعین کرنا کیسے صحیح ہے؟۔

تاریخِ وفات:

تاریخِ میلاد کی طرح آپ ﷺ کی تاریخِ وفات میں بھی اختلاف ہے، موسیٰ بن عُقبہ، اور لیث بن سعد یکم ربیع الاول، سُلیمان تیمی، امام ابن حزم، امام سہیلی، حافظ عراقی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ سیوطی رحمہم اللہ تعالےٰ دو ربیع الاول، جمہور، ابن اسحاق، ابن قتیبہ، محمد بن سعد، سعید بن غفیر، امام ابن حبان، ابن عبدالبر، ابن رشد، ابن الجوزی، ابن سید النّاس، ابن الصّلاح، امام نووی، ابوطاہر مقدسی، حافظ ابنِ کثیر، امام مزنی، امام ذہبی، حافظ ابن رجب، عبدالقادر قرشی حنفی (۶۹۶، ۷۷۵ھ) امام عینی حنفی، ملا علی قاری حنفی اور قاضی سُلیمان منصور پوری رحمہم اللہ تعالےٰ بارہ ربیع الاول کو آپ ﷺ کی تاریخِ وفات قرار دیتے ہیں۔

ہمیں اس اختلاف سے کوئی غرض نہیں، ہم نے صرف دیکھنا یہ ہے کہ جو لوگ بارہ ربیع الاول کو جشن میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم مناتے ہیں، ان کے نزدیک آپ کی تاریخِ وفات کونسی ہے؟

تاریخ وفات کے سلسلہ میں بریلوی مذہب کے بانی مبانی اور مؤسس احمد رضاخان بریلوی لکھتے ہیں کہ: "نبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے"۔

(ملفوظات صفحہ ۲۲۰ حصہ دوم)

معلوم ہوا کہ بریلویت کے امام احمد رضا خان کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کی ولادت اور وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ہے، کچھ عرصہ پہلے یہ لوگ بارہ ربیع الاول کو بارہ وفات کہہ کر پکارتے تھے اور ختم دلواتے تھے،

بڑی عجیب بات ہے کہ آج یہی لوگ اس دن کو عید میلاد النبیؐ کا جشن مناتے ہیں، کتنا تضاد ہے ان کے عمل میں؟؟

جب کہ جس دن خاتم الانبیاء سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اس دن مدینہ منورہ میں قیامتِ صغریٰ برپا تھی، ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا، ان کو کیا معلوم کہ اس دن صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؓ کے دلوں پر کیا گزر رہی تھی، وہ تو حزن و ملال کا مجسمہ بنے ہوئے تھے، جو آپؐ کے فراق میں ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے، کھجور کا وہ تنا جس کے ساتھ آپؐ اپنی زندگی میں ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جب آپؐ نے منبر پر خطبہ شروع کیا، تو اس کھجور کے تنے نے آپؐ کے فراق میں رونا شروع کر دیا تھا، آپؐ نے اس سے معانقہ کیا اور فرمایا اگر میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے ساتھ معانقہ نہ کرتا تو یہ قیامت تک بلبلاتا رہتا، یہ تو جمادات کی آپؐ کے فراق میں آپؐ کی زندگی میں حالت تھی صحابہ کرامؓ جو آپؐ کے سچے مُحِب تھے آپؐ کی جدائی میں ان کے غم کا کیا عالم ہوگا، سیدنا و امامنا و محبوبنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے جری و بہادر شخص شدتِ غم میں گھٹنوں کے بل گر گئے تھے۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جس دن آپؐ کی وفات ہوئی اس دن دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں اندھیرا چھا گیا تھا، ہر چیز تاریک ہوگئی تھی، دن کے وقت اس قدر شدید اندھیرا تھا کہ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا، آپؐ کا یومِ وفات کائنات کا تاریک ترین دن تھا، آپؐ کی وفات سوموار کو دوپہر کے وقت ہوئی اور آپؐ کو بدھ کی رات دفن کیا گیا تھا، آپؐ کی وفات کے غم میں سیدہ فاطمہؓ کہتی تھیں: ”لوگو! میرے ابا جی کی وفات کی وجہ سے میرے دل پر اس قدر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اگر یہ

غم دنوں پر پڑتے تو دن راتوں میں بدل جاتے"۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد صحیح قول کے مطابق سیدہ فاطمہؓ چھ ماہ زندہ رہیں، اس مدت کے دوران ان کے چہرے پر لمحہ بھر کے لیے بھی خوشی کے آثار دکھائی نہیں دیے۔

مگر افسوس ہے ان خواہشات پرستوں اور پیٹ کے پجاریوں پر جنھیں صحابۂ کرامؓ اور اہل بیتؓ کی پریشانی کا احساس تک نہیں ہوا، اس دن کو اپنی شکم پروری کا ذریعہ بنا کر گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر اچھلتے، کودتے، دھمال ڈالتے، دیگیں پکاتے اور خوشیاں مناتے نظر آتے ہیں۔

اہلِ بدعت کے دلائل اور استدلال

اہلِ بدعت چونکہ شریعت کے کلیات، مقاصد، کلامِ عرب اور عِلمِ اصول سے ناواقف ہوتے ہیں اور بدعت کے ثبوت میں متشابہات کی اتباع کرتے ہیں، اس لیے ان کا استدلال انتہائی کمزور ہوتا ہے، اسی طرح مُروّجہ عید میلاد کا قرآنی آیات میں تحریف اور ترمیم کر کے احادیثِ صحیحہ کے عموم اور مُطلق دلیلوں سے استدلال کرتے ہیں، ساتھ ساتھ موضوع (من گھڑت) ضعیف، ناقابلِ استدلال روایات اور اپنے بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں، اہل بدعت کا یہ اندازِ استدلال صحیح نہیں ہے، یہ بدعت کو عام یا مُطلق دلیلوں کے تحت سمجھتے ہیں جب کہ سلف علماء اس کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ بدعت مُطلق یا عام دلیل کے تحت نہیں آتی ہے۔

مثال کے طور پر جب بعض امراء نے نمازِ عیدین سے پہلے اذان ایجاد کی تو مُسلمانوں نے اس کا انکار کیا اور اس کو بدعت قرار دیا اور ناجائز قرار

دینے کی وجہ صرف بدعت ہونے کے اور کوئی نہیں تھی، اگر یہ وجہ مخالف نہ ہوتی تو کہا جاسکتا تھا کہ اذان اللہ کا ذکر، اسلام کا شعار، ایمان کی علامت اور دعوتِ تامہ ہے، غلبۂ اسلام کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

اذان اپنے کم الفاظ میں عقیدے کے بے شمار مسائل کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی، اس کے وجود اور کمال کا ذکر، توحید باری تعالیٰ کا اقرار، شرک کی نفی، رحمۃ للعالمین محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت کا ثبوت، نماز، فلاح اور دائمی بقاء کی طرف بلاوا ہے، پھر یہ بظاہر عام دلیلوں کے تحت درج بھی ہوسکتی ہے اور ﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ ﴾ (حم السجدۃ : ۳۳) ترجمہ : "اس شخص سے اور کس شخص کا قول بہتر ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے"۔

اسی طرح آیت : ﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ﴾ (عنکبوت : ۴۵)

ترجمہ : "اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے"۔ سے اس کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے کہ اذانِ عیدین کو اذانِ جمعہ پر قیاس کرتے مگر سلف کا انکار بتاتا ہے کہ یا تو اذانِ عیدین ان آیات کے تحت داخل نہیں یا مستثنیٰ ہے۔ یہی حال باقی بدعات کا ہے، بدعات یا تو عام دلیلوں کا فرد ہی نہیں ہوتی ہیں، یا ان سے مستثنیٰ ہوتی ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کے لیے عام اور مُطلق دلیل سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں : "عیدین کی اذان کے بدعتِ حسنہ ہونے پر استدلال ان سب استدلالات سے قوی ہے جو دوسری بدعات کے حسنہ ہونے پر کیے جاتے ہیں"۔ (اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۲۷۹)

حالانکہ سلف نے اذانِ عیدین پر انکار کیا ہے، معلوم ہوا کہ کسی

چیز کے بدعت ثابت ہونے کے بعد عام یا مُطلق دلیلوں سے اس کے حسنہ ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے جیسا کہ اہل بدعت کرتے ہیں اور یہی حال مروجہ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہے۔

بدعات کیوں عام یا مُطلق دلیل کے تحت داخل نہیں؟

یا کس طرح مستثنیٰ ہیں؟

شیخ الاسلام حافظ محمد محدث گوندلوی ؒ لکھتے ہیں کہ :

"عیدین کی اذان پر سلف کے انکار سے یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ جس نئے کام کی مصلحت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں بدونِ معارض موجود ہو' وہ کام عام یا مُطلق ادلہ کے نیچے یا تو سرے سے داخل ہی نہیں ہوتا یا مستثنیٰ ہوتا ہے' مگر عام یا مُطلق کے نیچے نہ داخل ہونے کی کیا وجہ ہے؟۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدعتی ایک مباح کو سنت یا فرض یا واجب قرار دیتا ہے' اگر مباح کو مباح سمجھ کر کیا جائے تو وہ اباحت کی عام یا مُطلق ادلہ کے نیچے درج ہو جاتا ہے' اگر اس کو سنت یا واجب یا فرض سمجھ کر کیا جائے تو اس صورت میں وہ اباحت کی عام یا مُطلق ادلہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

اب اس کے ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل ہونی چاہیے جو اباحت سے بالاتر درجہ پر دلالت کرے' اسی طرح اگر بدعتی کسی بدعت کو صرف مباح سمجھ کر کرتا ہے مگر عملاً اس کے ساتھ سنت یا واجب کا سا معاملہ کرتا ہے' اس کے ترک میں حرج خیال کرتا ہے' اس کو چھوڑنے میں تنگی محسوس کرتا ہے' تو اس صورت میں اس نے اس کام کا درجہ اس کی حد سے

بڑھا دیا" پس اس صورت میں بھی اس پر عام یا مُطلق ادلہ سے استدلال درست نہیں جن میں اس بڑھے ہوئے درجہ کا ذکر نہ ہو۔

اگر ان عام یا مُطلق ادلہ کے مُتعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ بدعات کو بھی شامل ہیں، پس اس صورت میں یہ بدعات بوجہ منع بدعت کی ادلہ کے مستثنیٰ ہو کر خارج ہو جائیں گی، پس دعوت الیٰ اللہ اگرچہ عیدین کی اذان کو بھی شامل ہے مگر عیدین کی اذان چونکہ بدعت ہے اس لیے یہ دعوت الیٰ اللہ سے خارج سمجھی جائے گی"۔ (الاصلاح حصہ دوم صفحہ ۱۴۔۱۵)

اہلِ بدعت مروجہ عید میلاد کے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں تو کیا صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمۂ دینؒ، سلف صالحینؒ ان سے بے خبر تھے؟۔ اگر ان دلائل سے مروجہ عید میلاد کا جواز یا استحباب ثابت ہوتا تو یہ لوگ ضرور اس کا اہتمام کرتے اور خود نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے باوجود مُقتضی اور عدم مانع کے ترک کیا ہے، اس کا ترک کرنا سنت ہے اور کرنا بدعتِ سیئہ اور مذمومہ ہے۔

رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جہاں ایک بدعت پیدا ہوتی ہے وہاں ایک سنت مٹ جاتی ہے"۔ جس بدعت سے سنت یا فرض مٹ جائے اس کو بدعتِ حسنہ کہنے کا کیا معنیٰ؟

ظلمات بعضها فوق بعض

پھر اس بدعت عید میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تحت بے شمار بدعات، خرافات، ہفوات، ترہات، بیسیوں محرمات اور مُنکرات نے جنم لے لیا ہے، جیسا کہ روضۂ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شبیہ بنانا، شرکیہ نعتیں

پڑھنا، مجلس کے آخر میں قیام اس عقیدت کے تحت کرنا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجلس میں خود حاضر ہوتے ہیں، (العیاذ باللہ) شیرینی تقسیم کرنا، دیگیں پکانا، دروازے اور پہاڑیاں بنانا، عمارتوں پر چراغاں کرنا، جھنڈیاں لگانا، ان پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نعلین شریفین کی تصویر بنانا، مخصوص لباس پہننا، تصویریں اتارنا، رقص و تواجد کا اہتمام کرنا جو کہ اصحابِ سامری کی ایجاد ہے، شب بیداری کرنا، اجتماعی نوافل، اجتماعی روزے، اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کرنا، مردوں اور عورتوں کا اختلاط، نوجوان لڑکوں کا جلوس میں شرکت کرنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا، آتش بازی، مشعل بردار جلوس جو کہ عیسائیوں کا وطیرہ ہے، گانے باجے، فحاشی و عریانی، فسق و فجور، دکھاوا اور ریاکاری، من گھڑت قصے کہانیاں، اور جھوٹی روایات کا بیان، انبیاء، ملائکہ، صحابۂ کرامؓ کے بارے میں شرکیہ اور کفریہ عقیدے کا اظہار، قوالی، لہو و لعب، مال و دولت اور وقت کا ضیاع وغیرہ، بلکہ اب تو ان پروگراموں میں بدامنی، لڑائی جھگڑا، قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

یہ بدعت قبیحہ، ضلالہ اور سیئہ، کم علم، جاہل اور بدعتی ملاؤں کی شکم پروری کا بہت بڑا ذریعہ ہے جو اس بدعت کی آڑ میں اپنے مذہبی تعصب، باطل عقائد، فاسد نظریات کا اظہار کرتے ہیں، تکفیر و تفسیق، فتویٰ بازی، گالی گلوچ اور بکواسات کا بازار گرم کرتے ہیں، وہ اس بدعت کو کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز سمجھتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنے والے کو ابلیس کہتے ہیں، موحدین کی مساجد کے سامنے نعرہ بازی، شور و غل، ہنگامہ آرائی اور اپنے انتقامی جذبات کی تسکین بھی اسی بہانہ سے کر لیتے ہیں۔

حکومت اور مُروّجہ عید میلاد النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

واضح رہے کہ اربل میں اس بدعت سیئہ، قبیحہ، مذمومہ کے موجد بادشاہ نے اس کو سیاستاً رائج کیا تھا اور ہماری حکومت کی بھی نفاق پر مبنی یہی سیاسی پالیسی ہے کہ ایک طرف تو فرقہ بندی، گروہ بندی کو ناپسند کرتی ہے، اور دوسری طرف فرقہ بندی کو ہوا دینے کے لیے بہت سی قومی دولت لٹا دیتی ہے، بلکہ یہ بدعت حکومت کی پشت پناہی میں ہو رہی ہے، سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا جاتا ہے، باقاعدہ اس کو سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے، حالانکہ ان حکمرانوں کو یہ معلوم نہیں کہ اگر ہم اپنے اکابرین اور اسلاف کے یوم پیدائش اور یوم وفات کو سرکاری سطح پر منانا شروع کر دیں، تو شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں عید میلاد اور عرس شریف نہ ہو، پھر اس بدعت کی باقاعدہ ریڈیو، ٹی وی، اور اخبارات میں تشہیر کی جاتی ہے، بڑے بڑے سرکاری اداروں میں عورتوں کے بھی پروگرام مرتب کیے جاتے ہیں، دوسرے دن اخبارات میں ان پروگراموں میں شریک ہونے والی نوجوان لڑکیوں کی تصاویر بھی چھپتی ہیں۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

دعا ہے اللّٰہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سچا مُحِب، مطیع اور متبع بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی